معمولات اور معاملات

ترتیب و تدوین

ابوالفضل نور احمد

حکمت قرآن انسٹیٹیوٹ

جامع مسجد ربانی، ہائی و کالونی،
اسکیم-33، نزد جمالی پُل، کراچی ایسٹ
فون: 0313-2707097

فہرست

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُ وَ نُصَلّیٰ عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

محمد بن عبداللہ بن عبد المطلب الہاشمی القریشی

انسانیت کے لیے آخری پیغمبر کا انتخاب اللہ تعالیٰ کی جمیع انسانیت پر کروڑہا مہربانیوں میں ایک اعلیٰ مہربانی ہے۔ ایک انسان جو سموری انسانیت کے لیے نمونہ بنے۔ پوری انسانیت اس کی شخصیت کو، اس کے کردار کو، اس کی زندگی کو، اس کی جہد کو اپنے لیے مثالی نمونہ سمجھے۔ انسان کی مختلف حیثیتوں میں ایک فرد سے لیکر ایک رہنما تک، ایک باپ سے لیکر ایک نانا تک، ایک پڑوسی سے لیکر ایک شہری تک، ایک تاجر سے لیکر ایک سپہ سالار تک، ایک قانوندان سے لیکر ایک حکمران تک اعلیٰ انسانیت کا نمونہ۔ یہ خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کی شخصیت کا اعجاز ہے۔ ایک کامل دین کو ایک کامل رہنما عطا کیا گیا۔ کردار و عمل کے حوالے سے دیکھیں تو:

* احمد سب سے زیادہ قابل تعریف،
* اجود الناس سب سے زیادہ سخی،
* اشجع الناس سب سے زیادہ بہادر،
* ازھد الناس سب سے بڑھ کر دنیا سے بے رغبت،
*ارحم الناس سب سے زیادہ مہربان،
*احسن الناس سب سے زیادہ خوبصورت چہرے والے،
*احسنھم خلقا سب سے بہترین اخلاق کے حامل،

*رفیقًا رحیمًا نہایت رفیق القلب رحیم المزاج،
*رفیقًا رحیمًا نہایت مہربان دوست،
*رؤفًا رحیمًا بہت شفیق مہربان،
*سراجًا مُنیرًا روشن چراغ،
* خاتمُ النبیین اور رحمۃ للعالمین
* ہم آپ ﷺ پر ایمان کا اقرار کرتے ہیں، آپ ﷺ سے محبت کا اظہار کرتے ہیں،
* آپ ﷺ سے عقیدت کا دعویٰ کرتے ہیں، آپ ﷺ سے نسبت پر فخر کرتے ہیں،
* آپ ﷺ پر درود اور سلام بھیجتے ہیں
لیکن ذرا رک کر سوچیں۔۔۔
* کیا ہمارا ایمان، اخلاق، طرزِ عمل، عبادات، معمولات اور معاملات اپنی محبوب ہستی کے اسوۂ حسنہ کے مطابق ہیں؟
* ہم جہاں کہیں بھی ہوں گھر کے اندر یا گھر کے باہر، مسلمانوں کے درمیان یا غیرمسلموں میں، اپنے ملک میں یادنیا کے کسی بھی خطے میں، کیا ہم محمد ﷺ کے امتی کے طور پر پہچانے جاتے ہیں؟
* ہم خود سے پوچھیں کیا ہم آپ ﷺ سے محبت کا حق ادا کرتے ہیں؟
کیونکہ جو شخص جس سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے وہ اس کی اطاعت کرتا ہے، اس کی بات مانتا ہے اور اس کی پیروی کرتا ہے۔ کسی عرب شاعر نے کہا:

تَعْصِی الرَّسُوْلَ هٰذَا لَعُمْرِی فِی
وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّہٗ الزَّمَانِ بَدِیْعُ
لَوْ كَانَ حُبُّكَ إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ
صَادِقًا لأَطَعْتَہٗ يُحِبُّ مُطِيْعُ

‘‘تم رسولﷺ کی نافرمانی کرتے ہو اور اس کی باجوود ان سے محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہو، میری عمر کی قسم یہ تو زمانے میں نرالی ہی بات ہے، اگر تم اپنی محبت میں سچے ہوتے تو ان کی اطاعت کرتے اس لیے کہ سچا محب اپنے محبوب کی اطاعت کرتا ہے۔’’

ہمیں جب خیر امت کا منصب عطا کیا گیا تو ساتھ ہی اس منصب کی ذمہ داری بھی تفویض کی گئی کہ آپ پوری انسانیت کے لیے رول ماڈل بنیں گے۔ اس رول ماڈل کے لیے فخر انسانیت حضرت محمدﷺ کے اسوۂ حسنہ سے معمور کر دیا گیا۔ اسی اسوۂ حسنہ کی روشنی میں ہم اعلیٰ انسانیت کا مقام پا سکتے ہیں اور انسانیت کے لیے رول ماڈل بن سکتے ہیں۔ سیرت النبیﷺ ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ ہم اس کا کچھ عکس ان صفحات میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

فضائل اخلاق

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیمٍ

کتاب اللہ کی شہادت

رسول اللہﷺ عالم انسانیت کے لیے فضائل و مکارم اخلاق کا بہترین نمونہ تھے۔ جس وجود مبارک کو پوری اولاد آدم کے لیے قیامت تک اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا، اس کی حیثیت اس کے سوا ہو

بھی کیا سکتی تھی؟ اس کا پہلا شاہد قرآن پاک ہے۔

(۱) وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴿۴﴾ (سورۃ قلم۴)

"(اے پیغمبر) تم اعلیٰ اخلاق پرپیدا ہوئے۔"

(۲) فَبِمَا رَحْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَہُمْ وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ (آل عمران : ۱۵۹)

"(اے پیغمبر) خدا کی یہ بڑی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لیے اس قدر نرم مزاج واقع ہوئے ہو۔ کج خلق اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ تمہارے پاس سے ہٹ جاتے (یعنی ان کے دل تمہاری طرف اس طرح نہ کھنچتے جس طرح اب بے اختیار کھنچ رہے ہیں)"۔

(۳) لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾ (توبہ: ۱۲۸)

"(مسلمانو) تمہارے پاس اللہ کا رسول آگیا ہے، جو تم ہی میں سے ہے۔ تمہارا رنج و کلفت میں پڑنا اس پر بہت شاق گزرتا ہے۔ وہ تمہاری بھلائی کا بھوکا ہے۔ مومنوں کے لیے نہایت شفیق و رحیم ہے"۔

حضور ﷺ کے ارشادات

حضور ﷺ کے ارشادات ملاحظہ ہوں :

إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ حُسْنَ الأَخْلَاقِ ۔

"میں حسن اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں ۔"

إنَّما بُعِثْتُ لأُتَمَّمَ مَکارِمَ الأخلاقِ ۔

"میں تو اسی لیے بھیجا گیا ہوں کہ مکارم اخلاق کا معاملہ درجۂ اتمام پر

پہنچا دوں "

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر ابوذر غفاری ضی اللہ عنہ تک پہنچی تھی تو انھوں نے اپنے بھائی کو تحقیق احوال کے لیے مکہ مکرمہ بھیج دیا تھا۔ بھائی نے مکہ مکرمہ سے مراجعت پر ابوذرضی اللہ عنہ کو ان الفاظ میں اطلاع دی:

رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ ①

"میں نے آپ کو دیکھا ہے ، آپ اعلیٰ اخلاق کا حکم دیتے ہیں ۔"

یہ بعثت کے بالکل ابتدائی دور کا واقعہ ہے۔ اس دور میں بھی جس کسی کی نظر آپ پر پڑی ، آپ میں جو نمایا ں ترین وصف نظر آیا ، اسے کمال اخلاق ہی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

حضرت علی ضی اللہ عنہ کا بیان

امام حسین ضی اللہ عنہ نے حضرت علی ضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کے اخلاق و عادات کے متعلق سوال کیا تو آپ ضی اللہ عنہ نے فرمایا:

آپ ﷺ کشادہ دل، نرم خو اور مہربان طبع تھے۔ سخت مزاج اور تنگدل نہ تھے۔کوئی برا کلمہ کبھی منہ سے نہ نکلا۔عیب جوُ اور تنگ گیر نہ تھے۔ کوئی بات نا پسند ہوتی تو اس سے کنارہ کشی فرماتے۔اپنے نفس سے آپ نے تین چیزیں بالکل دور کردی تھیں : (الف)بحث و مباحثہ، (ب) ضرورت سے زیادہ بات کرنا(ج)جو بات مطلب کی نہ ہو،اس میں پڑنا۔ دوسروں کے متعلق

---

① بخاری کتاب الادب، باب حسن الخلق والسخا

بھی تین ہی باتوں سے پرہیز کرتے تھے:(الف) کسی کو برا نہیں کہتے تھے (ب) کسی کی عیب گیری نہیں کرتے تھے(ج) کسی کے اندرونی حالات کی ٹوہ میں نہیں رہتے تھے۔ وہی باتیں کرتے جن سے کوئی مفید نتیجہ نکل سکتا۔ آپ ﷺ کلام کرتے تو صحابہ اس طرح سر جھکا کر اور خاموش ہوکر سنتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں ۔ جب آپ ﷺ خاموش ہوجاتے تو پھر (صحابہؓ) آپس میں بات چیت کرتے۔ کوئی دوسرا بات کرتا تو جب تک ختم نہ کرلیتا آپ ﷺ چپ سنا کرتے۔لوگ جن باتوں پر ہنستے، آپ ﷺ محض مسکرادیتے۔ باہر کا کوئی آدمی (یعنی اجنبی) بے باکی سے گفتگو کرتا تو آپ تحمل فرماتے۔دوسروں کے منہ سے اپنی تعریف سننا پسند نہیں کرتے تھے تا ہم اگرکوئی آپ کے احسان و انعام کا شکریہ ادا کرتا تو قبول فرمالیتے۔ جب تک بولنے والا چپ نہیں ہوجاتا تھا، آپ ﷺ اس کی بات نہیں کاٹتے تھے۔ نہایت فیاض، نہایت راست گو، نہایت نرم طبع اور نہایت خوش صحبت تھے۔اگر کوئی آپ کو دفعتہ دیکھ لیتا تو مرعوب ہوجاتا۔ لیکن جیسے جیسے آشنا ہوتا جاتامحبت کرنے لگتا۔[1] اور کہا کرتا کہ میں نے آپ ﷺ جیسا کوئی بھی اس سے پہلے یا بعد میں نہیں دیکھا۔

---

[1] سیرت النبی جلد اول حصہ دوم ص ۲۸۸-۲۸۹ بحوالہ شمائل ترمذی

فکرمندی

- ہر وقت فکرمند رہتے تھے کہ لوگ ہدایت یافتہ ہوں تاکہ آخرت میں آگ سے بچ جائیں۔
- دنیا سے جہالت ختم ہو اور علم سے توحید کی روشنی پھیلے۔ اس کے لیے غارِ حرامیں فکرمندی کرتے۔
- لوگوں پر ظلم و جبر کا خاتمہ ہو اس کے لیے نوجوانی میں سوشل ورک کرتے۔
- ہر لحظہ دل پر خوف و خشیت الٰہی کا غلبہ رہتا تھا۔ بادل دیکھتے یا ااندھی آتی تو چہرہ مبارک پر تکلیف کے آثار نمایاں ہو جاتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: یارسول اللہ! لوگ بادل دیکھتے ہیں تو اس امید پر خوش ہوتے ہیں کہ بارش ہوگی اور آپ کے چہرہ سے تکلیف نمایاں ہوتی ہے۔ فرمایا عائشہ! کون سی بات مجھے بے خوف کر سکتی ہے کہ اس میں عذاب نہ ہوگا؟ ایک قوم کو آندھی سے عذاب دیا گیا۔ ایک قوم نے عذاب دیکھا تو کہا یہ بادل ہے۔ (صحیح بخاری)

قبل از نبوت کے معمولات

- لوگ اشیا اور رقم دیتے تو وہ امانتیں سنبھال کر رکھتے۔
- مکہ کے نوجوانوں کے ساتھ سوشل ورک کرتے۔
- مکہ بازار اور تجارتی میلوں میں جاتے اور سلیم الطبع لوگوں اور نوجوانوں سے مل کر سماجی بھلائی

کی باتیں کرتے۔

- ظلم و جبر اور شرک و جہالت میں مکہ و عرب کی خراب حالت بدلنے کے لیے غارِ حرا میں فکرمندی کرتے۔
- فساد کو روکنے کیلئے ثالث بن کر لوگوں کی مدد کو پہنچتے۔
- ضرورتمندوں، یتیموں اور بیوائوں کے لئے امداد کا بندوبست کرتے۔

ذکر الٰہی

- رسولﷺ کثرت سے ذکر الٰہی کرتے تھے۔

کَانَ ذَکَّرَاللّٰہُ علیٰ کُلّ اَحْیَانِہٖ

- آپﷺ ہر وقت اللہ کو یاد کرتے اور کثرت سے تسبیح و استغفار کرتے۔

کَانَ یُکثِرُ مِنْ قَولِ سُبْحَانَ اللہِ وَ بِحَمدِہٖ، اسْتَغْفِرُوا اللہَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ

- ایک دن میں ستر سے سو بار استغفار کرتے۔
- جب کسی بات پر غمگین یا فکرمند ہوتے تو یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمتِکَ اسْتَغِیْثُ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے۔

* جب پریشانی ہوتی تو کہتے هَوَاللّٰہُ رَبّیْ لَا اُشرکُ بِہٖ شَیئاً

‘‘اللہ میرا رب ہے اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔’’

- چھوٹی چھوٹی باتوں پر اظہار تشکر فرماتے۔
- جب خوش ہوتے تو فرماتے اَلْحَمدُاللہ الّذیْ بِنعمتِہٖ تَتمُّ الصَّالِحَاتِ

‘‘اللہ کا شکر جس کے فضل سے نعمتیں اتمام کو پہنچی ہیں’’

- جب کوئی ناپسندیدہ صورتحال پیش آتی تو بھی اللہ کا شکر ادا کرتے اور فرماتے۔
  اَلْحمدُللہِ عَلَی کُلّ حَالٍ ‘‘اللہ کا شکر ہر حال میں ہے’’
- خود یا گھروالوں کو کوئی تکلیف لاحق ہوتی تو معوذات پڑھ کر دم کرتے۔
- گویا خوشی ہو یا غم ہر حال میں اور ہر موقع پر اللہ ہی کا ذکر کرتے ۔

نماز

- اِذَا حَزِبُہٗ اَمُرّ فَزِعَ اِلَی الصّلَو
  ‘‘جب بھی کوئی معاملہ پیش آتا نماز کی طرف جلدی کرتے۔’’
- کَانَ یُصَلّی الصّلوَ لِوَقْتِھا ‘‘نماز اپنے وقت پر پڑھتے۔’’
- کَانَ یُصَلّی لَیلاً طَوِیْلاً قَائِمًا ‘‘رات کا ایک طویل حصہ قیام کرتے۔’’
- دورانِ قیام قرآن مجید کی قرأت ترتیل کے ساتھ کرتے۔ جہاں لمبا سانس کرنا ہوتا لمبا کرتے۔ ہر آیت پر رکتے، آیات رحمت پر رک کر اللہ سے رحمت کا سوال کرتے، آیات عذاب پر رک کر پناہ مانگتے۔
- اتنی عبادت کرتے کہ پاؤں سوج جاتے اور اگر کوئی استفسار کرتا تو فرماتے کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

- لوگوں کی ہلکی نماز پڑھاتے۔ اس دوران اگر بچے کے رونے کی آواز آتی تو نماز مختصر کردیتے۔
- نماز کا سلام ادا کرکے جماعت پر نظر ڈالتے اور ساتھیوں کا حال پوچھتے۔

مسجد میں ضرورتمندوں کو دست تعاون بکثرت کرتے اور کرواتے۔

- لڑائی میں فتح ہوتی یا کوئی خوشی نصیب ہوتی تو فوراسجدہ کرتے۔

روزہ

- رمضان کے علاوہ شعبان میں کثرت سے روزے رکھتے۔
- رمضان المبارک میں قرآن کی تعلیم اور تفہیم کا خصوصی بندوبست ہوتا۔
- دیگر مہینوں میں کبھی مسلسل روزے رکھتے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے۔
- شوال کے چھ روزوں کا بھی اہتمام فرماتے۔
- روزہ اکثر کھجور سے افطار کرتے۔

رمضان

- ماہ رمضان میں نیکیوں میں بہت بڑھ جاتے خصوصاً صدقہ و خیرات کرنے میں تیز آندھی سے بھی زیادہ بڑھ جاتے۔
- ضرورتمندوں اور مساکین کیلئے ضروریات زندگی اور کھانے کا ویسے تو ہمیشہ اہتمام رہتا تھا لیکن

رمضان المبارک میں اور زیادہ اہتمام فرماتے۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ‘‘کان النبی اجود الناس و اجود ما یکون فی رمضان’’ ‘‘رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپ ﷺ کی سخاوت کا ظہور سب سے بڑھ کر رمضان شریف میں ہوتا ہے’’

- جبرائیل ؑ کے ساتھ قرآن مجید کا دور کرتے۔

اِذَادَخَلَ الْعَشْرُ اَحیَا اللَّیْلَ و اَیقظَ اَهْلَهٗ وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزرَ

‘‘جو نہی رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا آپ ﷺ خود بھی جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے، خوب محنت کرتے اور کمر کس لیتے۔’’

- ہر سال اعتکاف کرتے۔ آپ ﷺ کے ہر کام میں دوام ہوتا۔

عیدین

- عیدین پر خاص اہتمام فرماتے۔ غسل کرتے، بہترین لباس پہنتے۔
- عید کے لیے پیدل آتے اور جاتے۔
- خواتین کو بھی عیدگاہ جانے کا حکم دیتے۔
- عیدالفطر کے دن میٹھی چیز کھا کر نماز عید کے لیے جاتے۔
- عیدالاضحیٰ کے موقع پر ہر سال قربانی کرتے۔

خطبہ

- خطبہ ہمیشہ حمد و ثناء سے شروع کرتے اور اس میں قرآن مجید کی آیات پڑھتے۔

- خطبہ کبھی زمین پر کھڑے ہوکر، کبھی منبر پر، کبھی کھجور کے تنے پر، کبھی اونٹ کی پشت پر بیٹھ کر دیتے۔
- خطبے کے وقت آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور آواز بلند ہوجاتی۔
- خطبہ میں قصہ گوئی نہیں کتاب اللہ اور حکمت کی باتیں ہوتیں۔ خدا کا خوف، اللہ سے ظاہر و باطن ہر طرح سے ڈرتے رہنا، ظاہر و باطن کی اصلاح، اللہ کو یاد رکھنا، اور کثرت سے یاد کرنا، حقوق العباد کی ادائگی اور صالح اعمال کی رغبت خطبہ کے موضوعات ہوتے۔
- ایسے علم سے پناہ مانگتے جو فائدہ نہ دے۔

کھانا پینا

- کھانا بسم اللہ پڑھ کر شروع کرتے۔
- دائیں ہاتھ سے کھاتے، اپنے سامنے سے تناول فرماتے۔
- تین انگلیوں سے کھاتے، کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لیتے۔
- کھانا کھاتے ہوئے ٹیک نہ لگاتے۔
- کَانَ یَجْلِسُ عَلَی الارَضِ وَ یَا کُلُ عَلَی الارَض

“زمین پر بیٹھتے اور زمین پر کھاتے تھے۔”

- کَان لا یأُکُلُ شَیئًا حَتّٰی یَعلَمَ مَاھُوَ

“کوئی چیز اس وقت تک نہ کھاتے جب تک جان نہ لیتے کہ وہ کیا چیز ہے۔”

- کسی کھانے میں عیب نہ نکالتے۔
- کھانے کے بعد الحمدللہ کہتے۔

- كَانَ يُحِبُّ الزَّبَدَ وَالتَّمَرَ ‘‘مکھن اور کھجور پسند فرماتے’’۔
- يُحِبُّ الْحَلوَاءَ وَ الْعَسَلِ ‘‘حلوہ اور شہد پسند کرتے تھے’’
- كَانَ يَكرُہُ شُربَ الْحَمِيمِ ‘‘سخت گرم مشروب پسند نہ کرتے’’
- كَانَ اَحَبَّ الشَّرَابُّ اِلَيْہِ الْحُلُوالْبَارِدَ ‘‘پینے میں ٹھنڈی اور میٹھی چیز آپ ﷺ کو سب سے زیادہ پسند تھی’’
- پانی دائیں ہاتھ سے تین سانس میں پیتے۔
- کھانے میں دوسروں کو شریک کرنا پسند کرتے۔ حضرت انس سے فرماتے:
  ‘‘انس! دیکھو اگر کوئی ہے جو میرے ساتھ کھانے میں شریک ہوجائے’’

سونا جاگنا

- کبھی بستر پر سوتے،کبھی زمین پر۔
- چمڑے کا بستراا ور تکیہ استعمال کرتے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی۔
- عشاء سے قبل سونا پسند نہ کرتے۔
- رات سونے سے قبل سرمہ لگاتے۔
- دائیں کروٹ لیٹتے۔
- دعا پڑھ کر سوتے اور دعا پڑھتے ہوئے جاگتے۔

چال ڈھال

- آپ کی چال باوقار اور پرسکون تھی۔
- اِذَا مَشَى لَمْ يَلْتَفتُ ‘‘چلتے ہوئے پیچھے مڑ کر نہ دیکھتے’’

- سیدھا چلتے اور یوں لگتا جیسے زمین سامنے سے تہہ ہو رہی ہو یا آپ پہاڑی کی ڈھلوان سے اتر رہے ہوں۔
- یہ بات ناپسند تھی کہ کوئی آپ کے پیچھے چلے۔

لباس

- جس قسم کا کپڑا میسر ہوتا پہن لیتے۔ سوتی، کتانی، اونی، بہتر سے بہتر اور پیوند لگا لباس بھی پہن لیتے۔
- عمومی طور پر سبز رنگ پسند تھا۔
- کرتا پسندیدہ لباس تھا۔ پوری آستین زیب تن فرماتے۔
- عمامہ کبھی ٹوپی کے ساتھ اور کبھی بغیر ٹوپی کے استعمال فرماتے۔
- چاندی کی انگوٹھی پہنتے۔
- غرور و تکبر اور شہرت کے لباس کی مذمت فرماتے۔
- مردوں کو ریشم پہننے سے منع کرتے۔

سفر و سواری

- گھوڑے، اونٹ، خچر اور گدھے سب پر سواری کر لیتے۔
- کبھی زین کے ساتھ کبھی ننگی پیٹھ پر۔
- کبھی آگے یا پیچھے کسی اور کو بھی ساتھ بٹھا لیتے۔
- اکثر سواری پر نفل نماز ادا کر لیتے۔
- جمعرات کے دن سفر کرنا پسند کرتے۔

- سفر سے واپسی پر آئبُونَ تَائبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ کہتے اور گھر جانے سے پہلے مسجد میں دو رکعت نفل ادا کرتے۔

ملاقات

- ملاقات کے موقع پر سلام میں پہل کرتے، مصافحہ کرتے، جب تک دوسرا شخص ہاتھ نہ چھوڑتا آپ ﷺ بھی نہ چھوڑتے۔
- سلام کا جواب زبان سے دیتے۔
- ملاقات کے وقت بات دھیان سے سنتے، پورے جسم کے ساتھ دوسرے کی طرف متوجہ ہوتے۔

مجلس

- کسی مجمع میں جاتے تو جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔
- جب آپ کس مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو جس بات پر لوگ تعجب کرتے آپ ﷺ بھی تعجب کرتے
- مجلس میں جب کوئی ہنستا تو آپ بھی تبسم فرماتے۔
- کوئی باہر کا آدمی سخت کلامی کرتا یا بے باکی سے کام لیتا تو تحمل سے کام لیتے اور سخت جواب نہ دیتے۔
- احسان کا بدلہ دینے والے کے سوا کسی کی تعریف پسند نہ کرتے نیز تعریف میں مبالغہ آرائی بھی ناپسند تھی۔
- چھینک آنے پر آواز آہستہ کرتے اور الحمدللہ کہتے۔

- چھینکتے وقت چہرہ کو ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانپ لیتے۔
- کوئی اور چھینکتا تو یَرُحَمُکَ اللہ کہہ کر جواب دیتے۔
- جمائی کے وقت بھی ہاتھ منہ کے آگے کرتے یا جمائی کو روک لیتے۔
- مجلس کے اختتام پر اللہ کا ذکر کرتے۔

کلام

- کَانَ یُکْثِرُ الذِّکْرَ وَ یُقِلُّ اللَّغُوَ ‘‘آپ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے تھے اور آپ کے کلام میں لغو اوربے کار باتیں نہ ہوتی تھیں’’
- آپ کا کلام واضح ہوتا تھا
- اِذَا تَکَلَّمَ تَکَلَّمَ ثَلَاثًا ‘‘بات کو تین بار دہراتے’’
- سمجھانے کے لیے ٹھہر ٹھہر کر بولتے کہ سننے والا پوری طرح بات سمجھ جاتا۔
- ایسی گفتگو فرماتے کہ اگر کوئی گننا چاہتا تو الفاظ گن سکتا تھا۔
- زبان سے جوامع الکَلِم ادا ہوتے یعنی نپے تلے الفاظ، نہ کم نہ زیادہ۔
- آپ کو بہت زیادہ سوال اور قِیلَ وَ قَال پسند نہ تھا۔
- گفتگو میں نہ کسی کی غیبت ہوتی نہ طعنہ زنی۔
- کسی کی عیب جوئی نہ کرتے، کسی کی اندرونی باتوں کی ٹوہ میں نہ رہتے۔
- وہی بات کرتے جس سے کوئی مفید نتیجہ نکل سکتا تھا۔

مگر آج ہماری اکثریت کا حال اس سے بالکل مختلف ہے کہ اپنی کوئی فکر نہیں، زیادہ باتیں دوسروں کی گرد گھومتی ہیں۔ دوسروں کی ذات پر زیادہ توجہ ہوتی ہے اور دنیا بھر کے حالات اور واقعات پر تبصرے اور بحث و مباحثے زیادہ ہوتے ہیں۔

خوشی و ناراضگی

- كَانَ طَوِيْلُ الصَّمْتِ وَ قَلِيْلُ الضِّحْكِ "زیادہ خاموش رہتے اور کم ہنستے"
- بہت خوش مزاج تھے، خوش ہوتے تو چہرہ مبارک چمک اٹھتا گویا چودھویں کا چاند ہے۔
- جب ناراض ہوتے تو چہرے پر ناراضگی کا اظہار ہوتا،
- گویا جو دل کے اندر تھا وہی باہر تھا۔
- نہ خوشی میں قہقہے نہ رونے میں چیخ و پکار، بس آنکھیں اشکبار ہوتی تھیں۔
- اس طرح کبھی نہ ہنستے کہ آپ ﷺ کا تالو نظر آیا ہو، صرف مسکرا دیا کرتے تھے۔
- حضرت جریر کہتے ہیں کہ "آپ ﷺ نے کبھی مجھے اپنے پاس آنے سے نہیں روکا اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا ہو اور آپ مسکرائے نہ ہوں"
- جب کسی سے ناراض ہوتے تو زیادہ سے زیادہ یہ کہتے،
- مَالَهُ تَرِبَتْ جَبِيْنُهُ "اسے کیا ہوا، اس کی پیشانی خاک آلود ہو"

- ایک دفعہ گھر تشریف لائے تو دیکھا گھر میں تصویر والا پردہ لٹک رہا ہے آپ نے ناگواری کا اظہار کیا اور حضرت عائشہؓ سے فرمایا ''اس کو تبدیل کردو''۔

سب کے لیے لمحۂ فکریہ ہے کہ آج ہمارے گھروں کی آرائش کن چیزوں سے ہو رہی ہے؟

حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِيْ خِدْرِهَا فَإِذَارَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْنَاهُ فِيْ وَجْهِهٖ (صحیح البخاری)

نبی کریم پردے میں رہنے والی کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیا والے تھے، جب آپ کوئی ایسی چیز دیکھتے جو آپ کو ناگوار ہوتی تو ہم آپ کے چہرے مبارک سے سمجھ جاتے تھے

جود و سخا

- بے کسوں کی مدد کیلئے ہمیشہ آمادہ رہتے تھے تجارت کے قافلوں سے جو مال کمایا اس سے جائداد نہیں بنائی بلکہ رفاہی کاموں میں خرچ کر دیا۔
- گھر میں مال یا خوراک کا جو کچھ موجود ہوتا ضرورتمندوں اور سائلین کو دے دیتے تھے حدیث ہے کہ: ''ماسئل النبی عن شیء قط فقال لا'' ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز مانگی گئی اور آپ نے جواب میں ''لا'' کہا ہو یعنی انکار کیا ہو۔ ایک مرتبہ کسی نے کچھ مانگا فرمایا: ''اس وقت میرے پاس کچھ نہیں'' تم میرے ساتھ

آؤ‘‘ حضرت عمرؓ ساتھ تھے۔ انہوں نے کہا: جب آپؐ کے پاس کچھ نہیں تو آپؐ پر کیا ذمہ داری ہے۔ ایک اور صحابی بھی تھے۔ وہ بولے یا رسول اللہ! آپ دیتے جائیں، عرش والا خدا آپ کو محتاج نہ کرے گا۔ یہ سن کر آپ خوشی سے مسکرادئیے۔

ایک مرتبہ کوئی چار اوقیہ چاندی نذر کر گیا۔ تین اوقیہ تو اسی وقت تین ضرورتمندوں کو دے دیئے۔ چوتھا لینے والا کوئی نہ آیا۔ رات کے وقت حضرت عائشہؓ نے دیکھا کہ حضورؐ کو نیند نہیں آئی۔۔۔۔ مبادا موت آجائے۔ چہرہ مبارک پر اس قسم کی کیفیت چھائی رہتی تھی جس سے دیکھنے والے پر لطف و شفقت کا اثر پڑتا۔

اخلاق

- آپؐ کا اخلاق سراپا قرآن تھا
- ہمیشہ سچ بولتے، جھوٹ سے نفرت کرتے۔
- وعدے کی پابندی کرتے۔ حق کی حمایت کرتے۔
- دیانت داری کا یہ عالم تھا کہ دشمن بھی صادق اور امین کہہ کر پکارتے۔
- بہت بہادر اور نڈر تھے۔
- مشکلات اور مصائب میں صبر کرنے والے تھے۔
- باپردہ کنواری لڑکی سے زیادہ حیادار تھے۔
- جو آپؐ کو دیکھتا مرعوب ہوجاتا لیکن جیسے جیسے آشنا ہوجاتا آپؐ سے محبت کرنے لگتا۔

- ہند بن ابی ہالہ کہتے ہیں: آپ ﷺ نرم خو تھے، سخت مزاج نہ تھے، دنیا اور اس کی چیزیں غصہ نہ دلاسکتی تھیں ہاں اگر کوئی حق کی مخالفت کرتا تو غصہ کرتے اور حق کی حمایت کرتے لیکن ذاتی معاملہ میں نہ کبھی غصہ کیا اور نہ انتقام لیا۔
- توراۃ میں ہے لَیْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِیْظٍ وَلَا سَخَّابٍ بِالاَسْوَاقِ
- ‘‘آپ ﷺ نہ سخت کلام تھے نہ سنگ دل اور نہ بازاروں میں شور کرنے والے تھے’’۔
- آپ نے نام لیکر کبھی کسی پر ملامت نہ کی، نہ اپنے کسی خادم، کسی عورت اور کسی جانور کو ہاتھ سے مارا۔
- گھر میں آتے تو مسکراتے ہوئے آتے باتیں اس طرح ٹھہر ٹھہر کر کرتے کہ اگر کوئی یاد رکھنا چاہے تو رکھ لے۔
- اگر کسی کی کوئی حرکت پسند نہ ہوتی تو اس کا نام لیکر منع نہ فرماتے، اصل فعل کو منع فرما دیتے۔
- حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال آپ کی خدمت میں گذارے، اس پوری مدت میں آپ ﷺ میرے متعلق ناپسند کا کوئی کلمہ زبان پر نہ لائے۔ نہ کبھی یہ فرمایا: فلاں کام کیوں کیا؟ نہ کبھی یہ فرمایا ‘‘فلاں کام کیوں نہ کیا؟’’
- کبھی کسی کی دل شکنی گوارا نہ فرمائی۔

ایک صحابی کا بیان ہے کہ میں بچپن میں انصار کے نخلستان میں چلا جاتا تو ڈھیلے مار مار کر کھجوریں گراتا۔ لوگ

مجھے پکڑ کر خدمت اقدس میں لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ زمین پر ٹپکی ہوئی کھجور کھا لیا کرو، ڈھیلے نہ مارا کرو۔ پھر میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔

- نہایت بردبار اور متحمل تھے۔
- لَا یَدْفَعُ السَّیِّئَۃَ بِالسَّیِّئَۃِ

"لیکن آپ ﷺ معاف فرمادیتے اور درگزر کردیتے۔" ہر ایک کو نرمی سے سمجھاتے۔

آج ہم سب اپنے دلوں کا جائزہ لیں کہ ہمارے دلوں میں دوسروں کے بارے میں کیسے گمان ہیں؟ کیونکہ جب تک دل صاف نہیں ہوں گے دلوں کے اندر دوسروں کی خیرخواہی آنہیں سکتی، جب تک خیرخواہی نہ ہو دلوں میں محبت نہیں ہوسکتی اور جب تک باہم محبت نہ ہو اس وقت تک نہ گھر میں معاملات درست ہوسکتے ہیں اور نہ گھر سے باہر کے معاملات میں اصلاح ممکن ہے۔

حضرت انس ؓ سے روایت:

کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ اَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا۔ (صحیح مسلم)

رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق کے حامل تھے۔

ازواج مطہرات سے برتاؤ

- ازواج کے ساتھ نہایت اچھا برتاؤ تھا، خوش خلقی سے پیش آتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ "تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کی لیے اچھا ہے اور

میں تم میں سب سے بڑھ کر اپنے گھروالوں کے لیے اچھا ہوں''

- حضرت عائشہؓ کو عائشہ کہہ کر پکارتے، ایک جگہ کھانا کھاتے، ایک برتن سے غسل کر لیتے، ان کی گود میں ٹیک لگاتے اور قرآن پڑھتے۔
- حضرت عائشہؓ کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کیا تو ایک مرتبہ وہ آگے نکل گئیں، دوسری مرتبہ آپ ﷺ سے آگے نکل گئے۔
- ازواج مطہرات کے ساتھ عدل و انصاف کا معاملہ کرتے۔ سفر پر لے جانے کے لیے ان کے درمیان قرعہ ڈالتے۔

حضرت اسود ؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا:

مَاکَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَصْنَعُ فِی اَهْلِہٖ؟ قالَتْ: کَانَ فِی مَهْنَۃِ اَهْلِہٖ فاِذا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ (صحیح البخاری)

نبی ﷺ اپنے گھروالوں کے درمیان کیا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: اپنے گھر میں کام کرتے جب نماز کا وقت آتا تو اٹھ جاتے تھے۔

بچوں سے تعلق

- بچوں کے ساتھ انتہائی شفقت سے پیش آتے۔ ان کے پاس سے گزرتے تو خود سلام کرتے۔
- فاطمہؓ آتیں تو ان کا ہاتھ اور ماتھا چومتے پھر خاص جگہ پر بٹھاتے۔
- حضرت حسن ؓ بن علیؓ رکھ اپنی زبان نکالتے تو وہ آپ ﷺ کو دیکھ کر

مسکراتے یعنی بچوں کے ساتھ بچوں کی سطح پر معاملہ کرتے۔

- حسنؓ کو اٹھا کر کہتے ''میں اس سے محبت کرتا ہوں، تم لوگ بھی اس سے محبت کرو۔''
- كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ

''امامہؓ جو آپؐ کی نواسی تھیں آپؐ کے کندھے پر ہوتیں اورآپؐ نماز پڑھا رہے ہوتے۔''

آج اگر نماز پڑھتے وقت ماں کے پاس بچے رو رہا ہو تو اسے کھینچ کر ماں سے دور کردیا جاتا ہے حالانکہ ماں بچے کو اٹھا کر بھی نماز پڑھ سکتی ہے۔

- بچوں سے محبت اور لاڈ پیار کرتے۔

حضرت زینبؓ جو حضرت اُمِ سلمہؓ کی بیٹی تھی آپؐ کو زوینب، زوینب کہہ کر پکارتے۔

- ایک بدوی آیا اور بولا آپ بچوں کو بوسے دیتے ہیں ہم تو بوسے نہیں دیتے۔ فرمایا: ''اللہ نے تیرے دل سے رحم نکال دیا، اس میں میرا کیا اختیار ہے؟''

ساتھیوں سے تعلق

- فجر کی نماز کے بعد مسجد می ساتھیوں کے درمیان بیٹھ جاتے، ان کی باتیں سنتے، کوئی خواب سناتا تو مطلب بیان کرتے۔
- شعر بھی سنتے، اس پر انعام بھی دیتے۔
- غنیمت یا صدقے بانٹتے۔

- ہدیہ قبول کرتے اور بدلے میں بھی دیتے تھے۔
- خوشبو بہت پسند تھی اس لیے خوشبو کا تحفہ کبھی ردّ نہ کرتے۔
- اچھے نام پسند کرتے اور برے نام تبدیل کر دیتے۔
- ساتھیوں کے نام پیار سے بھی لیتے۔
- حضرت علیؓ کو ایک مرتبہ کہا یَا تُراب ''اے مٹی والے''
- حضرت ابوہریرہؓ سے کہتے یَااَبَاھرّ ''اے بلی والے''
- حضرت انسؓ سے کہا یَاذَا الْاذُنَیْن ''اے دوکانوں والے''

اس سے پتہ چلتا ہے کہ لوگوں کے ساتھ آپ کا معاملہ ان کی سطح پر اور ان کے مزاج کے مطابق ہوتا، جو ان کے لیے خوشی کا باعث ہوتا۔

- مہمان بھی بنے میزبانی بھی کی، مہمانوں کی خاطرداری اور تواضح خوب فرماتے، خود بھی ان کی خدمت کرتے۔
- مہمان نوازی میں کبھی ایسا بھی ہوتا کہ گھر میں موجود سب خوراک ان کی نذر ہو جاتی اور اہل خانہ فاقہ کرتے۔
- دعوت بھی قبول کرتے، اگر کوئی غلام جوکی روٹی کی دعوت کرتا تو شرف قبولیت بخشتے۔
- لوگوں کی ہدایت کے لیے تڑپتے۔
- آپ نے فرمایا: یَسّرُوْا وَلاَ تُعَسّرُوْا ''آسانی کیا کرو، مشکل پیدا نہ کرو''
- بَشّروْا وَلاتُنفّروْا ''خوشخبریاں دیا کرو اور نفرت نہ دیا کرو''

- دو باتوں میں اختیار ہوتا تو آسان کو اختیار فرماتے بشرطیکہ گناہ نہ ہو
- آپ نے کبھی کسی پر ہاتھ نہیں اٹھایا نہ کسی کی توہین کی، نہ کبھی کسی کی دل شکنی کرتے۔
- لاَ يُدْفَعُ عَنْهُ النَّاس ‘‘لوگوں کو آپ سے ہٹایا نہیں جاتا تھا’’
- آپ کے لیے ہٹو بچو کی آوازیں نہیں آتی تھیں۔
- وَلَا يُضْرَبُوا عَنْهُ ‘‘اور نہ لوگوں کو آپ سے مارمار کر دھتکارا جاتا’’
- کسی مہم پر لوگوں کو روانہ کرتے ہوئے امیر کارواں کو دعا دیتے اور نصیحت کرتے۔
- ساتھیوں کے ساتھ برابر کی حیثیت میں رہتے۔ ایک مرتبہ سفر میں رات کا قیام ہو گیا پڑاؤ کے بعد ساتھی کھانے کی تیاری میں لگ گئے تو آپ آگ کے لیے لکڑیاں جمع کرنے لگے۔ ایک ساتھی دوڑ کر آیا اور کہا یا رسول اللہ ہم بہت ہیں کام کیلئے آپ تشریف رکھیں فرمایا: ‘‘مجھے ساتھیوں میں امتیاز کے ساتھ رہنا پسند نہیں۔’’
- آپ حجاز کے امیر المؤمنین کی حیثیت میں مسجد نبوی میں ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوتے تو کوئی امتیاز سے نشست نہ ہوتی۔ باہر سے آنے والے وفود کو پوچھنا پڑتا تھا کہ آپ میں سے امیر المؤمنین محمد ﷺ کون ہیں؟

مسکینوں کے ساتھ

- مصیبت زدوں کے کام آتے۔

- یتیموں کی سرپرستی کرتے۔
- مقروضوں کا قرض اتارنے میں مدد کرتے۔
- غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرتے، انہیں آزاد کرتے اور آزاد کرنے کی تاکید فرماتے۔
- جوانی میں اپنے دوستوں ابوبکر صدیق اور حکم بن خرام کے ساتھ سماجی تعاون کا منظم کام کرتے۔ مکے میں ایک شخص کو ویاج کی عدم ادائگی پر بی حرمت کیا گیا تو اس کے خلاف عرب زعماء کا کنونشن منعقد کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔
- مسکینوں اور بے کسوں کے ساتھ اس طرح بیٹھتے کہ کوئی آپ کو پہچان نہ سکتا۔
- بیواؤں اور مسکینوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے ان کے ساتھ جاتے۔

سائلوں کے ساتھ

- سائلوں کے ساتھ معاملہ بہت مشفقانہ تھا۔
- جب کوئی مانگنے والا یا ضرورت مند آپؐ کے پاس آتا ساتھیوں کو نیکی میں شریک کرتے اور فرماتے اس کے لیے سفارش کرو۔
- لوگوں کے غم میں شریک رہتے۔
- کمزور مسلمانوں کی زیارت کرتے، ان کی عیادت کے لیے جاتے، ان کے لیے دعا فرماتے اور ان کا جنازہ پڑھتے۔

غلاموں کے ساتھ

ابوذر غفاری ؓ سے آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں جو خود کھاؤ انہیں کھلاؤ، جو خود پہنو، انہیں پہناؤ، چنانچہ اس کے بعد سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو ہمیشہ کھانے پینے وغیرہ میں اپنے برابر رکھا۔ غلاموں کے لیے لفظ غلام بھی گوارا نہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں غلام یا لونڈی کہہ کر نہ پکارو "میرا بچہ" "میر بچی" کہا کرو۔

آپ ﷺ کے پاس جو غلام آتا، اسے آزاد کر دیتے، لیکن وہ آزاد ہوکر بھی آپ ﷺ کی شفقت میں جکڑے رہتے۔

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ غلاموں کیا قصور کتنی مرتبہ معاف کروں؟ آپ ﷺ خاموش رہے۔ جب تیسری مرتبہ یہی گذارش کی تو فرمایا: "ہر روز ستر مرتبہ۔"

جانوروں کے ساتھ

- جانوروں پر خاص رحمت و شفقت فرماتے۔
- ایک سفر کے دوران ایک صحابی نے چڑیا کے بچے پکڑ لیے جس پر چڑیا شور مچانے لگی تو انہیں بچے واپس گھونسلے میں رکھنے کا حکم دیا۔
- ایک اونٹ کو دیکھ کر مالک کی زیادتی کی شکایت بلبلانے کے انداز میں کرنے لگا تو آپ ﷺ نے اس کے مالک کو تنبیہ کرتے ہوئے اللہ سے ڈرنے کی ہدایت فرمائی۔

درختوں کی ساتھ

- درختوں کو بلاوجہ کاٹنے اور کھیتیاں خراب کرنے سے منع فرماتے۔
- جنگی کارروائی کے دوران بھی صرف ان درختوں کو کاٹنے کی اجازت ہوتی جن کا کاٹنا ناگزیر ہوتا۔

گویا تمام مخلوقات کے ساتھ آپ ﷺ کا معاملہ مثالی تھا۔

یہ رویہ اور یہ کردار تھا جو قیامت تک رہنے والی امت کیلئے معیار بنا۔

ہم مسلمانوں کو اسی اسوہ کے اتباع میں پوری انسانیت کے لیے رول ماڈل بننے کا منصب عطا ہوا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اسوقت ہم مسلمانوں کے جو حالات ہیں وہ بھی افسوسناک ہیں۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم بامقصد انسان بنیں اور امت مسلمہ کی حالت بدلے تو سب سے پہلے ہمیں اپنے آپ کو بدلنا ہوگا اور اپنی ذات سے شروع کرنا ہوگا۔ ہمارا طرزِ عمل اور رہن سہن، طرز کلام و طرزِ گفتگو، معاملات و برتاؤ، خانگی و بیرونی زندگی، اخلاقی و معاشرتی زندگی، سیاسی اور بین الاقوامی معاملات جب تک محمد رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق نہ ہوں گے ہم اس کامیابی کو نہیں پہنچ سکتے جس تک آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام پہنچے تھے۔ انہوں نے چند سالوں میں دنیا کا نقشہ بدل ڈالا تھا۔ یہ سب کیسے ہوا؟ جب انہوں نے دین پر عمل کی ابتدا اپنی ذات سے کی اور پھر اسے دوسروں تک لے گئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی

عمـــــل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خطابات و عمومی ارشادات

مکہ معظمہ سے تشریف لاکر چند روز قبا میں قیام رہا ۔ پھر جمعہ کے روز قبا سے روانہ ہوئے تو قبیلہ بنی سالم بن عوف کے میدان[1] میں جمعہ کی نماز[2] پڑھی ۔ پھر آپ مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے ۔ ان مقامات پر آپ نے جو تقریریں فرمائیں مورخین نے ان کو جمع کیا ہے ۔ وہ تقریریں ابن اسحاق نے نقل[3] کی ہیں ۔ ان کا ترجمہ یہاں پیش کیاجارہا ہے ۔

(۱)

"ایہاالناس ! (اے لوگو) خوب سمجھ لو، کچھ بڑے کام اور نیکیاں پہلے سے بھیج دو، جو خود تمہارے کام آئے گے خدا کی قسم یقیناً ایسا ہوگا کہ ہر شخص پر (قیامت کی) بے ہوشی طاری ہوگی (جس کے پاس جو کچھ ہے یہیں رہ جائے

---

❶ اس میدان کانام وادی رانوا ناء ہے ۔ البدایہ والنہایہ ص ۲۱۲ ج ۳

❷ اس موقع پر جو آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا حافظ ابن کثیر نے ابن جریر کے حوالے سے اس کو نقل کیا ہے ملاحظہ ہو ص ۳۱۲ البدایہ والنہایہ جلد ۳ یہ طویل خطبہ ہے اس کے کچھ حصے خطبات ماثورہ میں بھی دیئے گئے ہیں۔

❸ سیرۃ ابن ہشام ص ۳۰۰ و ص ۳۰۱ ج ۱

گــــا) بکریوں
والا بکریاں چھوڑ جائے گا ان کا کوئی
گلہ بان نہ ہوگا ، وہ اپنے رب کے سامنے
کھڑا ہوگا، یقیناً ایسا ہوگا کہ اس کا
پروردگار براہ راست اس سے خطاب
فرمائے گا، نہ کوئی بیچ میں ترجمان
ہوگا نہ کوئی رکاوٹ کی چیز درمیان
میں حائل ہوگی (جو اس کے لئے آڑ بن
سکے)۔ اس کا پروردگار کہے گا : کیا
میرے رسول نے تمہارے پاس پہنچ کر
تبلیغ نہیں کی تھی، کیا یہ تمام باتیں
تمہیں نہیں بتادی تھیں، کیا میں نے
تجھ کو مال نہیں دیا تھا ؟کیا تیرے اوپر
میں نے اپنا فضل نہیں کیا تھا؟ پس
بتاتو خود اپنے لئے کیا لے کر آیا ہے ۔ یہ
شخص اپنے دائیں دیکھے گا، اپنے بائیں
دیکھے گا، اسکی دولت کا کہیں نام و
نشان نہ ہوگا، وہ آگے کی طرف
نظرڈالے گا، وہاں دہکتے ہوئے جہنم کے
سوا کچھ نظر نہ آئے گا ۔ بس دیکھو
دوزخ کی آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ، جو
کچھ امکان میں ہو خرچ کرو اور اپنے
آپ کو دوزخ سے بچاؤ ۔ کچھ نہ ہو
چھوارے کا ایک ریزہ ہو، وہی خرچ کرو،
جس کے پاس یہ بھی نہ ہو وہ میٹھے
بول، اچھی بات سے غریبوں کی دلداری
کرے، اس کا بھی اس کو ثواب ملے گا ۔
نیکی کا ثواب دس گنے سے شروع ہوتا
ہے اور سات سو گنے تک پہنچتا ہے۔
والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ“

(۲)

” بیشک تمام تعریفیں اللہ کے لئے
ہیں ۔ میں اس کی حمد کرتا ہوں، اس
سے مدد مانگتا ہوں ہم اپنے نفسوں

کی شرارت
سے اور اپنے اعمال بد کے شر سے خدا
کی پناہ لیتے ہیں۔ جس پر اللہ تعالیٰ
ہدایت کے راستے کھول دے، پھر کوئی
اس کو گمراہ نہیں کرسکتا، اور جس
کو بھٹکا دے تو کوئی نہیں ہے جو اس
کو سیدھی راہ پر لگاسکے۔

میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا
کوئی معبود نہیں ہے ۔ وہ تنہا ہے اور
اسکا کوئی شریک نہیں، وہ اکیلا ہے
اس کا کوئی ساجھی نہیں ہے۔ بیشک
سب سے اچھا کلام کتاب اللہ ہے ۔ یقیناً
وہ شخص کامیاب ہے جس کے دل میں
اللہ تعالیٰ اپنے کلام کو سجادے اور جس
کو اللہ تعالیٰ کفر سے ہٹاکر اسلام میں
داخل کردے ۔ یقیناً وہ شخص کامیاب ہے
جس نے انسانوں کے کلام اور ان کے
قصوں کے مقابلے میں اللہ کے کلام کو
منتخب کیا ہو، کیونکہ کلام اللہ ہی
سب سے بہتر بات، سب سے بہتر کلام،
اور سب سے بلیغ قصہ ہے ۔

(دیکھو) اس سے محبت کرو، جو اللہ
سے محبت کرتا ہے (دیکھو) خدا سے
محبت کرو، دل کی گہرائی سے اپنے
دلوں کو اسی میں لگادو۔ اللہ کے کلام
اور اس کے ذکر و تذکرے سے نہ اکتاؤ ۔
تمہارے دلوں میں یہ سختی ہرگز نہ ہو
کہ تم اس کی یاد سے غافل ہوجاؤ ۔

(یاد رکھو اور سمجھ لو) اللہ تعالیٰ
جو مخلوق پیدا کرتا ہے اس میں سے
کچھ کو منتخب کرکے اپنے لئے مخصوص
کرلیتا ہے ۔ جو اعمال اس کو پسند
ہیں،جن بندوں کو وہ پسند کرتا ہے، جو
بات اس کو پسند ہے، اس نے نام لیکر ان

کو بتادیا ہے اور معین کردیا ہے (تم بھی اسی کو پسند کرو)۔ اس نے حلال اور حرام کو کھول کربتادیا ہے ۔ بس اللہ کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ گردانو۔ پورا پورا تقویٰ کرو۔ تمہاری زبان سے جو باتیں نکلتی ہیں ان میں یہ خوبی پیدا کرو کہ ان سے اللہ تعالیٰ کی تصدیق ہو، وہ اس کی مرضی کے مطابق ہوں۔ اللہ کی بھیجی ہوئی روح (ذات اقدس محمد رسول اللہ ﷺ) تمہارے درمیان ہے اس سے پوری پوری محبت کرو، تمہاری فطرت اپنے رب سے ایک عہد کئے ہوئے ہے (کہ رب وہی ہے اس کے سوا کوئی رب نہیں ہے) اس عہد کو پورا کرو ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر نازل ہوتا ہے کہ اس عہد وپیمان کو توڑا جائے جو فطرتِ انسان اپنے رب سے کئے ہوئے ہے ۔“

مدینہ طیبہ میں سب سے پہلا خطبہ جمعہ

حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ نے ابن جریر کے حوالے سے وہ پورا خطبہ نقل کیا ہے جو آنحضرت ﷺنے بنی سالم بن عمرو بن عوف میں نماز جمعہ کے وقت ارشاد فرمایا تھا۔ ہم اس خطبہ کو تبرکا پورا نقل کرتے ہیں۔ اس کے بعد ترجمہ بھی کردیاگیا ہے۔ ائمہ صاحبان جمعہ کے روز یہ خطبہ پڑھیں تو نور علیٰ نور و سعادت بالا سعادت کا مصداق ہو :

خطبۂ التقویٰ :

ترجمہ: "میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں، اس سے مدد کی درخواست کرتا ہوں، گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں اور نیک ہدایت کی التجا کرتا ہوں ۔ میں اس پر ایمان لاتا ہوں، میں اس ذات برحق کا منکر نہیں ہوں، میں اس کا دشمن ہوں جو اس ذات برحق کا انکار کرے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ جو یکتا اور تنہا ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، اس خدا کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں[1] اللہ تعالیٰ نے اپنے اس رسول محمد کو ہدایت، دین حق، نور کامل اور پندونصیحت اور حکمت و دانش کی نعمتیں سپردکرکے ایسے وقت معبوث فرمایا کہ صدیاں گزر گئی تھیں، سلسلہ رسالت منقطع ہوچکا تھا، علم مولیٰ ناپید اور مفقود تھا ۔گمراہی کی گرم بازاری تھی، نور ہدایت پر اندھیری چھائی ہوئی تھی۔ (دوسری طرف حالت یہ ہے کہ) یہ دنیا جس کو زمانہ کہتے ہیں اس کا سلسلہ ازل سے چل رہا ہے اب ٹوٹنے کے قریب ہے ۔ قیامت

---

❶ اپنے رسول اور نبی ہونے پر یقین رکھنا نبی اور رسول کو بھی ضروری ہے ۔ گورنر فرائض منصبی جب ہی ادا کرسکتا ہے جب اس کو اپنے گورنر ہونے کا یقین ہو اور خود بھی اپنے آپ کو گورنر مانتا ہو، اس کے بغیر اپنے فرائض کا احساس نہیں کرسکتا ۔ یہ تکبر نہیں ہے بلکہ إعتراف ہے ۔

سـر پر ہے اور اس عـالم کی آخـری میعـاد ختم ہورہی ہے (اب اللہ تعالیٰ کا کوئی اور پیغام آنے والا نہیں ہے) اب جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسـول کی اطـاعت کی اس نے ہدایت اور کامیابی حاصل کرلی اور جـو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطـاعت سـے روگـردانی کررہا ہے وہ گمـراہ ہے اپنـا فـرض ادا کـرنے میں حـد سـے زیـادہ کوتاہی کررہا ہے اور صحیح راسـتے سـے بہت دور بھٹک رہا ہے ۔

اے لوگـو! میں تمہیں اللہ تعـالیٰ سـے تقـویٰ کـرنے کی وصـیت کرتـا ہوں❷ اور دیکھـو سـب سـے بہتر نصـیحت جـو ایـک مسلمان دوسرے کو کـرے یہی ہے کہ اس کـو آخـرت پـر آمـادہ کـرے (یعـنی ایسـے کاموں کـا شـوق دلائے جـو مـرنے کے بعـد کار آمد ہوں) اور یہ کہ خـدا ترسـی کی ہدایت کرتـا رہے اور تاکیـد کرتـا رہے کہ پرہیز گـاری اور پارسـائی کی زنـدگی اختیار کریں ۔

اے لوگو! ان باتوں سے پرہیز کرو جن سے بچنا اور پرہیز کرنا اتنـا ضـروری ہے کہ خد اللہ تعـالیٰ جـل مجـدہ نے ان سـے بچنے کی تاکید فرمائی ہے ۔

حقیقت یہ ہے کہ نہ اس سـے افضـل کوئی نصیحت ہوسکتی ہے اور نہ کـوئی تـذکیر اور یاددہانی اس سـے زیـادہ ضروری اور مفید ہوسکتی ہے ۔

---

❷ یعنی درد مندانہ نصیحت جس میں وہ اخلاص ہو جـو ایـک مـرنے والے کے قـول میں ہوسـکتا ہے جب آخـری منزل میں ہوتا ہے اور عقوبت کا نظارہ اس کے سامنے ہوتا ہے ۔

دیکھو

اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کرنا اور اس طرح تقویٰ کرنا کہ دل لرزرہا ہو اور خوف خدا ذہن و دماغ پر چھایا ہوا ہو ۔ یہ تقویٰ ایک عمل کرنے والے کے لئے بہت بڑا معاون اور بہت بڑا مددگار اور نہایت مخلص رفیق ہے ۔

اور جو شخص ظاہر و باطن میں اپنا معاملہ اللہ سے درست کرلے جس سے مقصود محض رضا خداوندی ہو کوئی دنیاوی غرض اور مصلحت پیش نظر نہ ہو، تو یہ ظاہر و باطن کی مخلصانہ اصلاح دنیا میں اس کے لئے باعزت یادگار، اور مابعد الموت کے لئے بہترین ذخیرہ ہے۔ اس وقت انسان ان اعمال کا سب سے زیادہ ضرورت مند ہوگا جو اس نے پہلے سے بھیجے ہوں ۔

(دیکھو) (خدا ترسی اورظاہر و باطن کی اصلاح کی کوشش کار آمد چیزیں یہی ہیں جو مرنے کے بعد انسان کی بہترین رفیق ہوں گی) ان کے علاوہ جو بھی ہے وہ انسان کے لئے یہاں تک بے کار ہے کہ قیامت کے روز انسان تمنا کرے گا کہ کاش اس عمل کے اور میرے درمیان مدت دراز کی مسافت ہوتی ۔

یاد رکھو ! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ اس کی بے انتہا مہربانی اور اس کے بے پایاں رحم و کرم ہی کا تقاضا ہے کہ وہ خود اپنی ذات کا تم کو خوف دلارہا ہے (کہ تم غافل، لا ابالی، نفس پرست نہ بنو کہ اللہ کے عذاب کے مستحق ہوجاؤ کہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہوتا ہے اس کی طاقت بھی بے پایاں ہے جس کو عذاب

دینا تو
کوئی نہیں جو اس کے عذاب کو روک سکے)۔

اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے کہ اس کا قول حق ہے، جو کچھ کہتا ہے سچ کہتا ہے۔ جو وعدہ کرتا ہے پورا کرتا ہے اس میں خلاف نہیں ہوتا ۔ اس کا ارشاد ہے کہ اس کی بات پلٹی نہیں جاتی اور وہ بندوں پر ظلم بھی نہیں کرتا ۔ پھر وہی بات ہے۔ اللہ سے تقویٰ کرو، موجودہ وقت اور حالت میں بھی اور مستقبل میں بھی، پوشیدہ بھی اور اعلانیہ بھی۔ جو اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کا کفارہ فرماتا اور اس کے اجر کو بڑھاتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کرے وہ کامیاب پورا پورا کامیاب ہوا۔ بہت بڑی کامیابی کے ساتھ کامیاب ۔

غرض یہ ہے کہ بہر صورت خوف خدا کو سامنے رکھو ۔ خوف خداوند اکسیر ہے
جو عذاب خدا سے بچاتا ہے اس کی سزا اور اس کی ناراضی سے محفوظ رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کرنا اور خوف خدا وہ تریاق ہے جو چہرے کو روشن کردیتا ہے، رب کو راضی کرتا ہے اور درجے کو بلند کرتا ہے۔ پس جہاں تک ممکن ہو تقویٰ کا حصہ پورا پورا حاصل کرو اور دیکھو بارگاہ رب العزت کے حق میں کوتاہی مت کرو۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان عظیم کی قدر کرو کہ اس نے اپنی کتاب میں تمہیں کامل و مکمل تعلیم دی ہے ۔ تمہارے لئے واضح طور پر راستہ مقرر کردیا ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اس

لئے کردیا کہ جھوٹ اور سچ کھل کر سامنے آجائیں۔ پس جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان فرمایا ہے تم بھی احسان کرو۔ تمہارا احسان یہ ہے کہ خود اپنے افعال اور اعمال کو درست کرو۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے دوستی رکھو، اس کے دشمنوں کو اپنا دشمن جانو۔ وہی رب العزت ہے وہی مولا برحق ہے جس نے تمہیں اپنے دین کامل کے لئے منتخب فرمایا : تمہارا نام مسلم رکھا تاکہ جو برباد ہوتو اس حالت میں برباد ہو کہ کھلی حجت اس کے سامنے ہو۔ اس کو یہ عذر نہ رہے کہ اس کے سامنے بات واضح نہ ہوسکی اور جو زندہ رہے تو اس طرح زندہ کہ اپنے زندہ رہنے کی دلیل اور حجت اس کے پاس ہو۔ وَلا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّابِاللّٰہ (اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر ہماری نہ کوئی فکری طاقت ہے نہ عملی قوت)"

دیکھو مختصر بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو اور مابعدالموت کے لئے عمل کرتے رہو ۔(اور پوری طرح سمجھ لو) کہ جو بندہ اس رشتے کو درست کرلیتا ہے جو اس کے اور اس کے پروردگار کے مابین ہے تو خود اللہ تعالیٰ ذمہ دار بن جاتا ہے کہ ان معاملات کو درست کردے جو اس بندے اور دوسرے انسانوں کے درمیان ہیں ۔

(بات صاف ہے) اللہ تعالیٰ کی حکومت ہے وہ انسانوں پر حکومت کرتا ہے اور انسانوں کے حق میں اپنے فیصلے نافذ کرتا ہے ۔ انسان اپنے پروردگار کے مالک نہیں ہیں، نہ انہیں خالق ارض و سما کی کسی بات پر کوئی قابو ہے۔ کبریائی اور عظمت صرف اللہ کے لئے

ہے ۔ ہم میں
نہ کوئی طاقت ہے نہ قوت ہے جو کچھ قدرت و طاقت ہے وہ خدا کی مہربانی اور اس کی مدد سے ہے جو بلند وبالا اور بہت بڑی شان والا ہے ۔

مقام فکر اور دلیل صداقت

ان تمام خطبوں پر ایک دفعہ اور نظر ڈالئے ۔ موضوع خطاب کیا ہے، بار بار زور کس بات پر دیاجارہا ہے ۔

خدا کا خوف ، اللہ سے ظاہر و باطن ہر طرح سے ڈرتے رہنا، ظاہر و باطن کی اصلاح، اللہ کو یاد رکھنا اور کثرت سے یاد کرنا۔

غورفرمایئے یہ خطبے کب دیئے جارہے ہیں ؟ یہ خطبے خاص اس وقت جب مخالفین تحریک اور دشمنان اسلام کی منصوبہ بند کوششوں سے جان بچاکر سانس لینے کا پہلا موقع ملا ہے جبکہ آپ کا سرقلم کرنے والوں یاگرفتار کرنے والوں کے لئے بڑے سے بڑے انعام کا اعلان فضا میں گونج رہا ہے ۔

اول سے آخر تک خطبوں کے ایک ایک حرف پر نظرڈال لیجئے ، کیا کہیں کوئی ایک لفظ، کوئی اشارہ، کوئی کنایہ بھی ان دشمنوں کی طرف ہے ؟

ان تیرہ سالہ زندگی کی بے پناہ اور مسلسل مصیبتوں کا جو خود اپنے عزیزوں اور اہل قبیلہ کی طرف سے ڈالی گئی تھیں کیا کوئی ذکرہے ؟

غور فرمایئے ! وسعت ظرف، بلند حوصلہ، بلندئ ہمت، عزم و استقامت کا پیکر اپنے اس اعلیٰ کردار اور عملی

نمون□ ... □ دین اسلام کو انسانیت ک□ لی□ سلامتی و کامرانی کا دین مسلّم کرن□ میں کامیاب □وا ک□ پوری انسانی دنیا ان□یں انسانی تاریخ کی مؤثر ترین شخصیت تسلیم کرن□ پر مجبور ر□□□

کتابی حوالہ جات:

- سیرت النبیﷺ: قاضی محمد سلیمان منصورپوری
- محمد الرسولﷺ: حضرت مولانا محمد میاں
- رسول رحمتﷺ: مولانا ابوالکلام آزاد
- محمد الرسول اللہﷺ: ڈاکٹر فرحت ہاشمی

جامع مسجد ربانی

ہائی وے کالونی، اسکیم-33، نزد جمالی پُل،
M-9موٹر وے کراچی

کراچی کی اس عظیم الشان مسجد میں قرآن پاک کے ترجمے، تحقیق اور اعلیٰ تعلیم کیلئے حکمت قرآن انسٹیٹیوٹ قائم ہے۔ جس کے ذریعے تین فاصلاتی کورسز کرائے جاتے ہیں۔ حکمت قرآن کے اس ادارے میں رمضان المبارک سے علماء اور گریجوئیٹس کے لیے دورہ حکمت قرآن اور طلباء کے لیے فہم قرآن کلاسز بھی شروع کیے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اسکیم 33 کی آبادیوں میں قرآن مجید کے تراجم کی ترویج اور تعلیم کا کام بھی شروع ہو رہا ہے۔
آئیے ہمارے ساتھ اس سعادت و برکت کے کام میں ہاتھ بٹائیے۔

- مالی امداد کا رضا کار بن کر
- تعلیمی کورسز کا طالب علم بن کر
- دعوتی سرگرمیوں کا رضا کار بن کر

مفتی ارشاد احمد ابوالفضل نور احمد
امام جامع مسجد

ربانی
فـــــــون: 0305-2104911

ڈائریکـــــٹر حکمت قرآن انسٹیٹیوٹ
فـــــــون: 0313-2707097